



* بھیرہ (پاکستان) *

* * *

بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

مطابق ماہ اپریل ۱۹۵۷ء

★

تحت ادارہ

غلام حسین { امیر حزب لائسنس بھیرہ }
مدیر مسئول { مولانا الحاج افتخار احمد بکوی } سالانہ چاند
(پاکستان)

سالانہ چنیدہ
معاونین سے
غیر مالک سے
سالانہ چنیدہ
معاونین سے
غیر مالک سے
سالانہ چنیدہ
معاونین سے
غیر مالک سے

حزب الانصار بھیرہ

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

اغراض مقاصد
طریق کار

(۱) اندرونی و بیرونی مصلوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام۔
(۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔
(۳) جریدہ شمس الاسلام کا اجراء (۲۲) دارالعلوم بنی ہارون جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دیر رہا ہے۔ (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طوائف میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے۔ (۴) عظیم الشان سالانہ نمائش (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) گنت خانہ (۷) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ ہر گزیری ماہ کی چارچ تاویخ کو بابتدائی وقت سے شایع ہوتا ہے۔ مضامین ہر ماہ کی دس تاریخ کو موصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مضمون نگار صاحبان کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ و کثیت کم از کم چار ماہوار یا تین دو ماہ سالانہ مقرر ہے۔ عام سالانہ چندہ ۱۰۰ روپے، معاونین سے ۲۰ روپے، طلباء سے چار مقرر ہے۔ نمونہ کار پرچہ ہر کے ملک موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔ رسالہ باقاعدہ چارچ بڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ بعض رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں چندہ دار کی طرف سے جہتہ کی ۲۰ تاریخ تک اطلاع موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر مدراء نہ ہوگا۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا جوابی ملک آنا چاہئے۔

ہندوستان واسے اپنا چندہ حاجی فضل الہی عبدالحیید صاحبان کیشن ایکٹش عہد نواب مسجد شریٹ بمبئی (ہندوستان) کو بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔

جمہلہ خط و کتابت و ترسیل زربنام غلام حسین ایڈیٹر شمس الاسلام بھیرہ

سرخ نشان

دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی پٹی ارسال ہوگا۔ جس کے زائما خراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ دی پٹی بھیجیں۔
غلام حسین ایڈیٹر شمس الاسلام
خبردار کی منظوری تو اطلاع دیں۔ خدا را دی پی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارہ کو ذائقہ نصیب ہوا۔
خط و کتابت اور نقد و نقد خریداری غیر کسوالہ ضروری ہیں۔

شمس المصطفیٰ

(بھیر)

جلد ۲۸ | رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ مطابق اپریل ۱۹۵۷ء | شمس ۳۷

فہرست مضامین

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	نمبر شمار
۴	ادارہ	نرم الصاد	۱
۵	ماخوذ	یہ کبھی نہیں ہوگا	۲
۷	ادارہ	پوشہ بارتخالات	۳
۸	"	فقرہ اوقات سحری	۴
۹	"	معارف قرآنی	۵
۱۲	"	باب الودیعہ	۶
۱۵	حضرت مولانا عبد شکر صاحب لکھنؤ	باب الاستغاثات	۷
۲۱	ادارہ	رمضان المبارک کے ستحق مفید مسائل	۸

(تقریرات و کتابت)

ماہنامہ غلام حسین ایڈیٹر، پرنٹر، و پبلشر، شاہی مہرئی پولیس سٹرک، گورنمنٹ پبلیکیشنز، لاہور۔ شمس الاسلام جامع مسجد لکھنؤ سے شائع ہوا۔

بزم انصار کو الف کا کردگی حزب الانصار کبیرہ!

انتظام ہو مگر محمد اللہ تعالیٰ حزب الانصار کی طرف سے ہزاروں
ہمانوں کے طعام و قیام کا بلا معاوضہ انتظام تھا۔

مدعوین حضرات مدعوین حضرات میں سے مندرجہ
ذیل حضرات تشریف فرما ہوئے

حضرت محبوب ملت صاحبزادہ محمد محبوب الرسول صاحب
نقشبندی سجادہ نشین اللہ شریف ضلع جہلم
حضرت مجاہد ملت صاحبزادہ مولانا فیض الحسن صاحب نقشبندی
سجادہ نشین آلوہار شریف ضلع کوہاڑا

حضرت ابوالنصر صاحبزادہ مولانا محمد حنیف صاحب
قادری سجادہ نشین کوٹ مومن

حضرت فاضل نوجوان صاحبزادہ مولانا اکرم شاہ صاحب
فاضل جامع ازہر

حضرت مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالنار صاحب نیازی،
ایم۔ اے۔ لاہور

حضرت مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب ڈاکٹر پور

حضرت مولانا فضل احمد صاحب تلنگنگ

حضرت مولانا عبدالکرم صاحب سرگودھوی

مولانا محمد علی صاحب، مولانا کریم بخش صاحب، مولانا سید

عبدالرحمن شاہ صاحب، مولانا نور محمد صاحب لاہوری، مبلغ اسلام

مولانا محمد امیر الدین صاحب، محمد بخش چستی لغت خوان، صوفی عبدالغنی

لغت خوان وغیرہ تقریباً نچاب کے اکثر اضلاع سرگودھا لائل پور

مختلف اضلاع میانوالی کیلپیہ، گجرات، بلقیہ

سنا بیسواں سالانہ جلسہ حبیب دستور اس سال بھی نہایت بزرگ
انتظام کے ساتھ حزب الانصار کا سالانہ جلسہ ۸، ۹، ۱۰ مارچ ۱۹۵۷ء
کو انعقاد پذیر ہوا اور اپنی شاندار روایات کو تازہ کر گیا یفضل ایزی
جلسہ سر پہلو سے کامیاب اور نتیجہ نیز ثابت ہوا۔

علمائے کرام کا استقبال علمائے کرام ۸ مارچ کو گیارہ
ہوئے اور ان کے استقبال کیلئے مسلمانان کبیرہ و علاقہ نہایت
ذوق شوق سے جوق در جوق پہنچے اور جلوس کی صورت میں جامع مسجد
لائے۔

بازاروں کی آرائش گنج منڈی سے لیکر جامع مسجد تک بابا
جھنڈیوں، قطعات اور دروازوں
سے آراستہ تھے۔

جلسہ گاہ کا قدرتی منظر جامع مسجد کا وسیع صحن اور خوش نما
منظر قلوب دارو اح کو مسحور
کر رہا تھا

حاضرین کی تعداد غالباً یہ بانی حزب الانصار اور خاندان بگویہ کے
بزرگوں کی الہیت اور خلوص کا اثر تھا
کہ باوجود خائفانہ پروہنگیہ کے حاضرین کی تعداد ہر نشست میں
بیس ہزار سے کم نہیں رہی

نمایاں خصوصیت تحریک فحمت کی حیثیت سے یہ سطور
تحریر کر رہا ہوں کہ یوں تو پاکستان میں ہمیشہ
جلسے اور کانفرنسیں ہوتی رہی ہیں لیکن شاید ہی کوئی کانفرنس ہو
جس کی طرف سے تمام سیردہی حضرات کے لئے قیام و طعام کا

یہ کبھی نہیں ہوگا

مؤثر جریدہ چٹان کا ادارہ بلا تبصرہ پٹر ۷۷ - (مذاکرہ)

کے لئے ایک کمیشن کے تقرر پر زور دیں جو اس حکمہ کے انوائس کی جانچ پڑتال کر کے عوام کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے۔
اقبالؑ کے کلام کے بارے میں پہلے بھی اس قسم کی باتیں بعض ذمہ دار حلقوں کی طرف سے کہی گئی تھیں لیکن ہم نے غور و محول کیا۔ اب ایک ذمہ دار اخبار نے ذمہ داری سے الزام لگایا ہے تو وزارتِ نشریات کی طرف سے اس کی توضیح مزاحوری ہے دوسرا الزام نیا ہے کہا یہ جاتا ہے کہ مولانا ظفر علی خان کی اس سخت کاہیہ شجر خوف کر دیا گیا ہے۔

ہیں کہ میں ایک ہی مشعل کی بونکر عمر عثمانؑ و علیؑ ہم مرتبہ میں یارانِ نبیؑ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں ہم نے اس کی تردید و تائید کے لئے ریڈیو سسٹیشن کے ڈائریکٹر اب محمود نظامی سے رجوع کیا وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں انہوں نے اس کی پرزور الفاظ میں تردید کی اور کہا دو الزام غلط ہیں مولانا ظفر علیؑ کے محولہ شجر کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ ممکن ہے کبھی وقت کی کمی کے باعث رہ گیا ہو لیکن ایسی کوئی ہدایت نہیں ہے۔

مگر ایک ہفتہ ہوتا ہے ریڈیو کے اربابِ لبست و کشادہ کی طرف سے کوئی پرسیں ٹوٹ جاری نہیں کیا گیا یہ الزام فی الواقع سنگین ہے ہمیں محمود نظامی صاحب کے بیان پر شک کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ لیکن ریڈیو کا پورا محکمہ جن صاحب کے سپرد ہے یعنی جو اس کے افسر مختار ہیں وہ ہمیشہ آب و ہوا پچانتے ہیں جس قسم کے لوگ بر وقتاً آجائیں اسی سہیلے میں اپنے آپ کو ڈھال لیتے ہیں ہمیں ان کے عقائد سے کوئی بحث نہیں اور نہ اشتغال ہی سے کوئی واسطہ ہے

میاں محمد شفیع ریم بشنؑ کے ہفتہ وار اخباریں ذیل کا ادارتی نوٹ ”کیا یہ درست ہے“ کے عنوان سے چھپا ہے۔

”ہمیں یہ بات جتنی طور پر معلوم ہے کہ ڈاکٹر اقبال مرحومؑ کے کلام کا ایک خاصہ حصہ ریڈیو پاکستان نے ”ممنوع“ قرار دے رکھا ہے یعنی وہ کلام ریڈیو پاکستان سے نشر نہیں ہو سکتا۔ غلامی کے دو میں تو اس قسم کی پابندی قابلِ فہم تھی لیکن حصولِ آزادی کے بعد اس پابندی کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جاسکتا۔ ریڈیو پاکستان کی مصالحتیں جب تقاضا کرتی ہیں تو اقبال مرحومؑ کے نام کو خوب استعمال کیا جاتا ہے اور دوسری طرف ان کے کلام پر تذعن بھی لگادی جاتی ہے یہ صورت حال انتہائی افسوسناک اور قابلِ مذمت ہے ہم ریڈیو پاکستان کی عمومی پالیسی کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتے کہ اس قومی ادارے کو دوست نوازی اور احباب پروری کا قیصر سے جیسے کا ڈانٹا دیا گیا ہے اور اہل علم کی ایک کثیر تعداد کو ”بلیک لسٹ“ کر کے انہیں مردود قرار دے دیا گیا ہے۔

اب ہمیں نہایت موثر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ریڈیو پاکستان نے حضرت مولانا ظفر علی خان مرحومؑ و حضورؑ کی شہرہ آفاق لغت ”وہ سمیع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غلاموں میں“

بھی ممنوع قرار دے دی ہے۔ اگر یہ اطلاع درست ہے تو اس سے زیادہ شرمناک حرکت دم دگمان میں بھی نہیں آ سکتی۔ آج کل مرکزی اسمبلی میں پاکستان کے بحیثیت پارلیمانی کے لئے عوام کے نمائندوں کا فرض ہے کہ ریڈیو پاکستان کی حرکات کا محاسبہ کریں اور اس کی کارکردگی کا جائزہ لینے

الزام غلط ہو لیکن اگر اس میں رتی بھر بھی حقیقت کا شائبہ ہے تو ہم اس پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ہماری بد بختیوں کی داستان میں غلط کاروں کے باعث یہ ایک فصل بھی شامل ہو گئی ہے۔

ہمارے عقائد کی بات بھی قارئین کو معلوم ہے ہم جزوِ حق لا الہ الا اللہ کچھ بھی نہیں رکھتے۔ ہمارے نزدیک اہلبیت کا عشق ایمان کا جزو ہے لیکن ہم اس کے بھی قائل ہیں کہ۔

ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں جن تھڑکوں کے سینہ میں ابوبکر صدیق، فاروق اعظم، عثمان غنی اور علی کرم اللہ وجہہ میں سے کسی ایک کے لئے بھی کینہ ہے وہ اپنی نامرادی پر خود مہریں لگاتے ہیں اگر کوئی شعر بالفرض اس لئے پڑھنا نہیں جاسکتا کہ اس میں عسکر کا ذکر آتا ہے تو یہ خطرناک ہوگا۔ اس ملک کے بچانے فیصد مسلمانوں کا یہ نچتہ عقیدہ ہے کہ عمرؓ اسلام کا حتم بالمشان ستون تھے اور جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں اس دور کا کوئی سا انسان بھی عمرؓ کی گرد پا کو نہیں پہنچ سکتا وہ زمین جس پر عسکر کے پاؤں پڑ چکے ہیں اس مٹی سے کہیں افضل ہے جس سے ہمارے خواص و عوام یعنی حکمرانوں، افسروں، سیاست دانوں، وزیروں، صنعت کاروں، ادیبوں، شاعروں، صحافیوں اور تاجروں کا خمیر مایہ اٹھائے۔

تو قہر ہے کہ ریڈیو پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل اس بلے میں اپنی پولیشن کی وضاحت کریں گے، ہمیں یقین نہیں آتا کہ جس ریڈیو سٹوڈیو بھڑے، میرانی، بھانڈ، ڈوم، ڈھاڑی اپنی آوازیں نشر کر سکتے ہیں اور جہاں عجیب الخفقت لوگوں کے فیصدے بالا التزام پڑھے جاتے ہیں وہاں عمرؓ کے نام پر کوئی پابندی ہو

اگر یہ درست ہے تو ————— نوٹ کر لیجئے ایسا کبھی نہیں ہوگا ————— اور نہ کسی بد بخت کو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے (لشکر یہ چٹان)

وہ دلدل دھرتوں میں مجاز ہیں جو عقیدہ چاہیں رکھیں اور جس شغل کو اختیار کریں انہیں زیبا ہے لیکن ریڈیو پاکستان بہر حال ان کی اپنی جاگیر نہیں اور نہ اودھ کے کسی نواب کی ملکیت ہے یہ ایک قومی ادارہ ہے اور اس پر سب کا حق ہے ان صاحب نے ایک زمانہ میں خواجہ شہاب الدین کی خوشنودی کے لئے خاتون پاکستان مس فاطمہ جناح کی تقریر کے بعض فقرہ کو غمخوار کر دیا تھا اب اگر اپنے عقائد کی بوقلمونی کے باعث یہ صاحب لہر میں آکر کوئی ایسی بات کہ گئے ہوں کیونکہ اس قسم کی باتیں عموماً مختصر ہیں نہیں لائی جاتیں صرف زمانی احکام ہی سے عمل ہو جاتا ہے تو کوئی تعجب نہیں لیکن ہم بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ انہیں صدارت یا وزارت کی طرف سے اس قسم کی بالواسطہ یا بلاواسطہ اشارہ یا کنایہ کوئی ہدایت نہیں کی گئی ہوگی۔ پس انہوں نے خود ہی کوئی حکمنامہ مرتب کر لیا ہو تو کر لیا ہو ————— جو لوگ سب و ہوا کے ساتھ چلیں اور حسبِ ان کے اپنے عقیدوں کی بوسیدگی اس کے موافق ہو تو پھر ملک و قوم کی مصلحتوں کو یہ لوگ طاق نسیان پر رکھ دیتے اور اس طرح کھل کھیلے ہیں کہ پناہ بخدا۔

ایک اخبار کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مصلحتوں کا تابع رکھے اس قسم کی مصلحتیں ایمان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہیں۔ صحیح طریق کار یہ ہے کہ ملک و قوم کی آواز حکومت کے کانوں تک پہنچائے اور عوام کے محسوسات سے ارباب اختیار کو آگاہ کرے۔

ہم نے محمود نظامی صاحب کی تردید کے باوجود باضابطہ تصحیح کے خیال سے قلم اٹھانا صرف اس لئے ضروری سمجھا کہ لوگوں کی اس الزام کے بہت زیادہ چرچے ہیں معلوم نہیں یہ محسوسات اوپر تک پہنچے ہیں یا نہیں؟ بہر حال ہم منتظر ہیں کہ وزارتِ نشریات بمبیا بیان دیتی ہے؟ اگر اس نے خاموشی اختیار کی تو لوگوں میں مزید غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔ خدا کرے یہ

ہوشیار شاہ

یہ خبر دینی و علمی حلقہ میں نہایت درخ و الم سے سنی جا چکی کہ حضرت زبدۃ العارفین پیر محمد شاہ صاحب
سجادہ نشین و امیر جند اللہ بتاریخ ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء بمطابق ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ کو طویل علالت کے بعد
اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے ہیں جب آپ نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی تو آیت شہد
اللہ انہ لا الہ الاہو و در زبان تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۛ

ہر آن کہ زاد بناچار باید شش نوشید
ز جام دہرے شعلے من علیہا فان

حضرت مرحوم کی زندگی کا اکثر حصہ خدمت اسلام میں گزرا ہے آپ نہایت عابد اور شب بیدار تھے ورع اور تقویٰ محبت علم کے کلم
اور مشائخ عظام کے ساتھ عشق تھا۔ دینی الفت و محبت سے سینہ لبریز تھا ختم نبوت کی تحریک شروع ہوئی تو ان دنوں آپ مجاہد تھے
مگر واہ رے جذبہ صادق! جب آپ نے یہ سنا کہ حضور پر نور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا سوال درمیش ہے تو فوراً
محبت سے دیوانہ وار ہو کر میدانِ عمل میں جلوہ گر ہوئے اور تحریک کے روج رواں بن گئے۔ غرضیکہ امیر جند اللہ نور اللہ مرقدہ کا
اخلاص۔ تدین۔ شرافت نفسی اور جذبہ خدمت دین نعمتات روزگار سے تھا۔ ایسے باعمل کا اٹھ جانا قیامت ہے۔
آپ کی تواریخ وصال و روح ذیل ہیں۔

فیض سخاوت - مخدوم غریب الواز - مخدوم خدایست - صاحب غطت و دولت - شغل ولی
۱۹۵۷ ۱۹۵۷ ۱۹۵۷ ۱۹۵۷

شہادت کا درناک واقعہ

نہایت قلق و اضطراب سے یہ اندوہناک خبر سیر قلم کی جا رہی ہے کہ ۱۳ مارچ ۱۹۵۷ء کو جناب مولانا حافظ محمد افضل صاحب
بکھر دھانے جام شہادت نوش کیا ہے آپ شمس الاسلام کے دیرینہ کاتب تھے۔ آپ اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیتے
رہے مگر افسوس ۛ حیف و چشمِ ندن صحبت یار آخر شد۔ روئے گل سیرِ ندیم و سب آخِ رشد
مولانا موصوف اپنے وطن مالوت بکھر میں ملاقات کے لئے گئے ایک دو روز قیام کرنے کے بعد واپس وطن سکونت چکے نہ ایشالی
آئے کھیلے راجپوت بس میں سوار ہوئے تو راستہ میں ایک بچہ کو بچا تے ہوئے لاری ٹک گئی اور مولانا محمد افضل صاحب کھیلے یہ حادثہ جانکاہ
ثابت ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ دارالعلوم عزیز می سرود حضرات کھیلے ختم قرآن مجید کے ایصالِ ثواب کراہے
گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس رحمت فرمائے۔ اور جملہ متعلقین کو منجھیل کی توفیق رحمت فرمائے (اداسہ)

نقشہ اوقات سحری افطاری رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

برائے ضلع سرگودھہ

اپریل ۱۹۵۷ء	رمضان المبارک	ایام	سحری	افطاری	اپریل	رمضان مبارک	ایام	سحری	افطاری
۲	۱	منگل	۲-۳۵	۴-۳۲	۱۷	۱۶	بدھ	۲-۱۵	۴-۲۲
۳	۲	بدھ	۲-۳۴	۴-۳۲	۱۸	۱۷	جمعرات	۲-۱۳	۴-۲۳
۴	۳	جمعرات	۲-۳۲	۴-۳۳	۱۹	۱۸	جمعہ	۲-۱۲	۴-۲۳
۵	۴	جمعہ	۲-۳۱	۴-۳۴	۲۰	۱۹	ہفتہ	۲-۱۱	۴-۲۴
۶	۵	ہفتہ	۲-۳۰	۴-۳۴	۲۱	۲۰	اتوار	۲-۱۰	۴-۲۵
۷	۶	اتوار	۲-۲۸	۴-۳۵	۲۲	۲۱	سوموار	۲-۸	۴-۲۵
۸	۷	سوموار	۲-۲۷	۴-۳۶	۲۳	۲۲	منگل	۲-۷	۴-۲۶
۹	۸	منگل	۲-۲۵	۴-۳۷	۲۴	۲۳	بدھ	۲-۶	۴-۲۶
۱۰	۹	بدھ	۲-۲۴	۴-۳۷	۲۵	۲۴	جمعرات	۲-۵	۴-۲۷
۱۱	۱۰	جمعرات	۲-۲۳	۴-۳۸	۲۶	۲۵	جمعہ	۲-۳	۴-۲۷
۱۲	۱۱	جمعہ	۲-۲۱	۴-۳۹	۲۷	۲۶	ہفتہ	۲-۲	۴-۲۸
۱۳	۱۲	ہفتہ	۲-۲۰	۴-۳۹	۲۸	۲۷	اتوار	۲-۱	۴-۲۸
۱۴	۱۳	اتوار	۲-۱۹	۴-۴۰	۲۹	۲۸	سوموار	۲-۰	۴-۲۹
۱۵	۱۴	سوموار	۲-۱۷	۴-۴۱	۳۰	۲۹	منگل	۳-۵۸	۴-۲۹
۱۶	۱۵	منگل	۴-۱۶	۴-۴۱	۱ مئی	۳۰	بدھ	۳-۵۷	۴-۵۰

تو بھی درست ہے عید کی نماز سے پہلے ادا کرونا بہت زیادہ نواب کا باعث
جس نے کسی عذر سے یا غفلت سے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صحت
انظرو واجب ہے۔ بشرطیکہ مذکورہ بالا مقدار مال رکھتا ہو۔ صدقہ الفطر
نوزدن یا امام وغیرہ کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ اور مسجد کی تعمیر اودان
کے مصارف میں لگانا بھی درست نہیں۔ اگر مطلع صحت ہو تو رمضان کے

ایضاً دیکھو

اور عید کے چاند میں بہت سے لوگوں کا دیکھنا مستحب ہوگا۔ ایک دو
کے قولہ کی سند نہیں۔ اگر مطلع صحت نہیں تو رمضان کے چاند میں ایک
مسلمان کا خبر دینا کافی ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ بشرطیکہ فاسق نہ ہو
اور عید کے لئے دو مرد ہوں یا ایک مرد۔ دو عورتیں اور یہ کہیں کہیں گواہی
دیتے ہیں کہ چاند کی گواہی ہے اور شرط یہی ہے کہ فاسق دو گواہوں پر سب مٹا

محکم قرآن سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ کی تفسیر

ادارہ

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَ
يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

يُنْفِقُونَ (ترجمہ) جو متقین کرتے ہیں بن دیکھا
اور درست کرتے ہیں نماز اور ہمارا دیا خرچ کرتے ہیں
بعض مفسرین کہتے ہیں کہ الذین یؤمنون الخ
متقین کی تفسیر ہے یعنی متقی وہ ہیں جن میں یہ صفا
پائی جائیں۔

فعل در طرح کا ہوتا ہے فعل قلب اور فعل جوارح -
والذین یؤمنون فعل قلب ہے اور باقی افعال جوارح
ان دونوں اقسام کے افعال میں سے اہم اور اصولی چیزوں
کو جس جملہ میں بیان کر دیا گیا ہے افعال جوارح میں اصل
اور اہم نماز ہے پھر زکوٰۃ اور پھر صدقہ اور انہیں تین چیزوں
کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ عبادت یا تو بدنی ہوتی ہے اور یا مالی
بدنی عبادت میں اعلیٰ درجہ کی عبادت نماز ہے اور مالی عبادت
میں اعلیٰ درجہ کی عبادت زکوٰۃ ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے اور زکوٰۃ قنطرۃ
الاسلام یعنی اسلام کا پل ہے نیز ترک گناہ بھی نماز
میں داخل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نماز برائیوں اور
بے حیائیوں سے روکتی ہے پس کمال سعادت اور متقی وہ
ہے جو برے اور نالائق کاموں کو چھوڑ دے اور اچھے و
لالی کاموں کو کرے۔

ایک نکتہ فعل قلب ایمان ہے اور فعل جوارح نماز
زکوٰۃ وغیرہ ان سب پر خدا نے حکم دیا
بصیر نے تقویٰ کو مقدم بیان فرمایا ہے اور تقویٰ کے
معنی میں ترک کرنا اور فعل کو موخر کیا ہے جو ایمان اور نماز
زکوٰۃ ہیں۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دل
بطور ایک تختہ کے ہے جس پر نقش کھینچے جاتے ہیں۔ اہل
عقائد حقہ و باطلہ داخلہ مانند نقوش کے ہیں جو لوح دل
پر نقش ہوتے ہیں قاعدہ ہے کہ اول سختی کو خراب و فاسد
نقشوں سے صاف کرتے ہیں اور پھر اس پر اچھے نقش
جہاتے ہیں سو اسی طرح مومن اور متقی کا فرض ہے کہ
اول وہ ناشائستہ افعال یعنی خدا کی نافرمانیوں کو چھوڑ دے
پھر اس کے احکام کی بجا آوری پر مستعد ہو جائے یعنی اول
ترک اور میں فعل۔ برے کاموں کو چھوڑے بغیر ایمان و عمل
صالح کا کمال ظاہر نہیں ہو سکتا جو لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر
برے عادتوں، برے کاموں اور خدا کی نافرمانیوں کو نہیں
چھوڑتے وہ سرگرم متقی و پرہیزگار نہیں۔ عبادت کی غرض تو
یہی ہے کہ انسان متقی بن جائے اگر عبادت سے صیفت
اتقاء حاصل نہ ہو تو عبادت بیکار اور فضول ہیں۔

ایمان اور غیب کی تعریف ایمان عربی زبان
کا مصدر ہے جس کے
معنی ہیں ماننا، پناہ دینا، بیخود کرنا، اور دل سے تصدیق
کرنا اور اصطلاح شرع میں ایمان سے مراد وہ اقرار لسانی
اور تصدیق قلبی ہے جو کسی نبی کی تعلیم کی نسبت دلی التشریح

کے ساتھ ظاہر کی جلسے محض تقویٰ اور داندیشی کی نیت سے یعنی نبی کی بتلائی ہوئی باتوں کو دلی انشراح کے ساتھ محض نیک فطری کی بنیاد پر تسلیم کر لینا ایمان ہے سو ایمان عبارت سے تصدیق اور ایمان قلبی سے اور اقرار لسانی شرط ایمان ہے۔

صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں کہ ایمان تینوں حصوں میں مرکب ہے۔ اول تصدیق بالچنان یعنی دل سے سچ ماننا۔ دوم اقرار باللسان یعنی زبان سے اسکی شہادت دینا۔ سوم عمل بالارکان یعنی اعضائے بدن کے ساتھ عمل کرنا سو پہلا رکن نواصل ہے اور اقرار باللسان و عمل بالارکان اسکو لازم ہیں یعنی دلی تصدیق کے ساتھ عمل بھی کرنا لازمی ہے جمہور مفسرین کے نزدیک غیب وہ چیز ہے جو حاسہ بصر سے غائب ہو اس غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسپر دلیل قائم ہو اور دوسری وہ جس پر دلیل قائم نہ ہو۔ یعنی غیب وہ چیز ہے جس کا ادراک ہمارے ظاہری و باطنی حواس نہ کر سکیں

ارباب تقویٰ کی خصوصیت

تو گویا قرآن حکیم نے ارباب تقویٰ کی اولین خصوصیت یہ بتلائی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پر ہر اس چیز کے ماننے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں جس کو انہوں نے کسی طریق پر بھی محسوس نہ کیا ہو۔ اور وہ رسول اللہ کے کہنے اور آنکھوں سے دیکھنے کو ایک برابر سمجھیں یہ طفرائے امتیاز صفت صحابہ کا تھا کہ وہ بغیر کسی دلیل و حجت کے رسول اللہ کے آگے جھک گئے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے۔

جو باتیں ایمان و اعتقاد سے تعلق رکھتی ہیں ان کے متعلق صحابہ کرامؓ زیادہ چھان بین کو چنداں بہمت

نہ دیتے تھے بلکہ اجمالی عقیدہ کو کافی سمجھتے تھے۔ ان کی مستقیم نظر استوار بصیرت اند غیر محدود شیطان غلے اور اسلئے اسلام میں ہی ایمان و یقین کے اس نکتہ کو سمجھ لیا تھا کہ عقائد میں طبعیت کی کرید اور زیادہ چھان بین انسان کو بے عملی اور بلا آخر گمراہی کی طرف سے جاتی ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وجہ فرمایا کرتے تھے :-

لو كشف الغطاء ما اكر درمياني حجاب اٹھا دے جائیں تو اذت یقیناً ہمارے یقین و اذعان میں اضافہ نہ ہوگا یعنی ہمارے نزدیک رسول اللہ کافر بنا اور آنکھوں سے دیکھنا دونوں برابر ہیں سبحان اللہ ان قدسی صفات بزرگوں کا ایمان کتنا مضبوط اور طمانیت خیر تھا جسکی قیامت تک کسی بڑے سے بڑے انسان کو ہوا تک نہیں لگ سکتی۔

صحابہ کرام نے اپنے یقین و اذعان اور پاکیزہ طرز عمل سے سبق و ہدیہ کی جڑ بنیاد خدا کی شناخت پر جس کو نہ کسی نے دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے نہ کسی کوئی مشاہدہ کی چیز نہیں اسلام کے تمام اہل علم و فطرت کے مطابق اور مصالح عقلیہ پر تو ضرور مبنی ہیں مگر حقائق صفات الہیہ و حقائق نبوت کو میرا عقل میں تو لاسرا ایک کام نہیں عقل انسان کا ادراک محدود و محدود تصور الہی کی راہ میں عقل انسانی در ماندہ اور عاجز و لاچار ہے پس عقل کو مذہب کا محکوم رکھو۔ رسول اللہ کی بتلائی ہوئی باتوں کو ایسا سمجھو جیسے آنکھوں سے دیکھ رہے ہو اور اپنے فہم و عمل کی بنیاد صرف فطری حیذات اور اثبات و ندویت پر رکھو یہی صراط مستقیم ہے

باریک بینی اور فلسفیانہ روش کا قیاس کا ش!

قرآن حکیم نے اور رسول اللہ کے طرز عمل نے اسکو ایک خاص اصطلاحی معنی کے لئے مخصوص کر لیا ہے یعنی نماز کے معنوں میں۔ اور اقامت صلوٰۃ کے معنی میں تعبدی ارکان اور ظاہری و باطنی فرائض و آداب کو نماز میں ملحوظ رکھنا۔ یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نماز پر مداومت کرے، اس میں پابندی اور محافظت کرے اور کمال کیسوی اور دلی دھیان و توجہ کے ساتھ اس کو ادا کرے اس میں کسی طرح کی سستی و خلل نہ آنے دے۔

وہ نماز پڑھتے وقت سمجھ لے کہ میں اس وقت خدا کی حضوری میں ہوں اور اس سے مکالم ہوں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دے یہ متقین کی دوسری خصوصیت ہے۔

اتفاق فی سبیل اللہ اتفاق کے اصلی معنی یہ دیا جائے یہ متقین کی تیسری صفت ہے یعنی متقین وہ ہیں جو اپنی ہر چیز اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں اتفاق قرآن میں عام ہے اس میں اتفاق واجب اور اتفاق مندوب دونوں داخل ہیں نہ کوہ سو یاد آتی خرچ اور ایجاہد میں خرچ کرنا سو اتفاق فی سبیل اللہ کے معنی یہ ہوئے کہ متقین اپنا جان و مال سب کچھ حق و حریت کے لئے قربان کر دیتے ہیں یہ صفت اور خصوصیت صحابہ میں بدرجہ اتم موجود تھی انہوں نے اسلام کی پہلی آواز رانیا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ انکی مالی قربانی کی کیفیت یہ تھی کہ رسول اللہ کو جنگ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس اور سب کچھ لا کر نذر رسالت کر دیتے ہیں اور جاتی قربانی کی یہ کیفیت تھی کہ اللہ کی راہ میں مرنے وقت ان کی زبان پر یہ کلمہ ہوتا تھا کہ خوف و ترس لگتا ہے

امت محمدی ایمان و ایقان کے اس نکتہ اور یقین کی اولین خصوصیت کو سمجھ لیں اور اہل علم اپنی عقلوں کو سب کے ماتحت رکھتے اگر ایسا ہوتا تو یقیناً مسلمان فرقہ بندیہ ہو اور امت مسلمہ میں دینی اختلافات کا بازار گرم نہ ہوتا مگر عقل کے بندوں کو انکی عقلوں اور باریک بینی نے صحابہ کو ہم کے طرز عمل سے بہت دور لے جا کر پھینک دیا۔ جب کسی قوم کو عمل کرنا منظور نہ ہوتا تو اس میں باریک بینی اور فلسفیانہ متوشکافیاں شروع ہو جاتی ہیں دین کے عقائد میں باریکیاں اور احتمال آفرینیاں پیدا کی جاتی ہیں اور مال کی کھال نکالی جاتی ہے اور ان باتوں کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح عمل سے نجات مل جائے اور یا مذہب کی تمام چیزیں ہماری عقل میں آجائیں۔

جن لوگوں کی اولین خصوصیت قرآن حکیم میں یہ بتلائی گئی تھی کہ وہ عقائد کے بارے میں تسلیم و رضا سے کام لیں آج ان کا یہ حال ہے کہ ہر شخص اسطو و افلاطون بنا ہوا ہے۔ ہر ملحد و بیدین اپنی عقل کے دو انچی گز سے خدا کی لاحدود صفات اور حقائق نبوت کو ناب لینا چاہتا ہے اور ہر شخص مذہب کو اپنی عقل کا محکوم بنا لینا چاہتا ہے یعنی تو ہر طرف دینی اختلافات کا شکار ہو رہا ہے اور بھی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ملاحدہ اور زنادقہ پیدا ہوئے ہیں جس کے بارے میں تمس اور باریک بینی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سختی سے روک دیا تھا اور تاکید و ہدایت کر دی تھی کہ ایک جہی سے کام لیجئے ورنہ ہلاک ہوں گے مگر مسلمانوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور انہوں نے دین و اہل کے لئے گمراہی کا راستہ بنا دیا۔

اقامت صلوٰۃ اقامت صلوٰۃ کا لفظ لغوی طور پر دعا اور رحمت کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر

بَابُ الْحَدِيثِ

سلسلہ اشاعت گذشتہ

راہ ہدایت کھلی ہو اور اسلامی احکام اس کی رہنمائی کے لئے
موجود ہیں مگر اس کو کچھ نظر نہ آئے، ہواؤ ہوس کا سبب نہ
بن جائے۔ (۱۲) **فَاخَيْرُ الْأَعْمَالِ مَا نَفَعَ (حدیث)**
عملوں میں وہ عمل اچھا ہے جو نفع دے۔

جاننا چاہئے کہ یہاں مطلوب یا تو کسی چیز کا مطلوب ہوتا
ہے یا عدم اور ان میں سے سر ایک یا تو مطلوب لذاتہ ہوتا
ہے یا مطلوب لغیرہ۔ اس طرح مطلوب انسانی کی چار قسمیں
پیدا ہوئیں۔ اول وہ جس کا وجود مطلوب لذاتہ ہو اس کا
نام شیر ہے۔ دوسری وہ وجود مطلوب لغیرہ ہو اس کا نام
نافع ہے۔ تیسری وہ جس کا عدم مطلوب لذاتہ ہو، اس کا
نام شر ہے اور چوتھی وہ جس کا عدم مطلوب لغیرہ ہو
اس کا نام موزی ہے۔

آپ جان لینا چاہیے کہ نفس انسانی کا مطلوب وہ فائز
ہے جو اس کی لذت بقا اور اس کی اصلاح کا سبب ہو اور
دوسری قوتوں کا مطلوب وہ چیزیں ہیں جو لذت کا باعث
ہوں اور نفس کے نقصان کا سبب اب انسان کا فرض ہے
کہ وہ ایسے اعمال و افعال سے بچے جو اسے ضرر دینے
والے ہیں انسان اس ضرر سے کیسے بچ سکتا ہے؟ سنو:-

جب انسان کو کوئی محبوب و مرغوب چیز حاصل ہوتی ہو
تو اسے خوشی اور لذت محسوس ہوتی ہے جو ہر انسانی کی
محبوب و مرغوب چیز ادراک حقائق موجودات اور محرومات
کے حالات سے مطلع ہوتا ہے اور ان کا قرب حاصل کرنا

رَأَى وَأَحْمَى الْحُمَى الضَّلَالَةَ بَعْدَ الْهُدَى

سب سے بڑھ کر اندھا پن وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو جائے
اسلام کہتا ہے کہ انسان کی فطرت میں نیکی ہی نیکی ہے وہ
خدا تعالیٰ فطرت کے لحاظ سے خالص و کامل نیکی ہے اور اس
میں خیر کے سوا کچھ نہیں اس میں جس قدر برائی آتی ہے وہ اس
کا کسب خارجی ہے انسان کی اصل فطرت اسلام ہے
صحیح مسلم کی ایک حدیث مشہور ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا
ہے اپنی اسی اصل اور لیے میل فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر
باہر کی ہوائیں، آبائی اثرات و سوائی ایک اصل فطرت اور اند
کی روشنی کو تھم دے والا کر دیتی ہے اور بچہ یہودی یا نصرانی ہو
جاتا ہے۔ گویا کفر ایک اضافی اور غیر فطری عمل ہے۔ اگر
ایک انسان مسلم ہے تو سمجھو وہ اپنی اصل فطرت پر قائم
ہے اس کی فطری روشنی نور سے رسی ہے اور اگر اس کی
فطری روشنی کو اثر پذیر کی ہوائیں کجھادیں اور اس کی اصل
فطرت منسوخ ہو جائے تو اس کے منہ یہ ہیں کہ اس نے
ہدایت کے بعد گمراہی خریدی۔ یہی اندھا پن ہے۔

شرائع الہیہ کا زور دل اسی لئے ہوتا ہے کہ انسان نے
خارجی ضلالت کا جو رنگ اپنی فطرت پر چڑھالیا ہے وہ
دور ہو جائے اور اس کی اصل روشنی چمک اٹھے یا یوں سمجھو
کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اسے اسخراف کرنا اور اتحاد و
زندیقیت اختیار کرنا ہدایت دے کر ضلالت و گمراہی
خریدنا ہے یہی اندھا پن اور گمراہی ہے انسان کے سامنے

(۱۲) وَ تَنَجَّى الْجَنَى عَنِ الْقَلْبِ (حدیث)

بدترین کوری دل کی کوری ہے۔

مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے اس لئے وہ الہام ربانی کے آگے سر جھکانے پر مجبور ہے دنیا میں انسان کو سکون و اطمینان صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو وحی الہی کا پابند بنائے۔ ابواب علم و عقل کا فرض ہے کہ وہ کتاب الہی کے دس دفکرے اپنے دل و دماغ کو روشن کریں۔ آواز الہی کو توجہ گوش بنائیں اور غلط و تذکرے اللہ میں نئی زندگی پیدا ہو۔ اسی کا نام دل کی روشنی ہے جو ابواب ایمان و صلاح تعلیم حقہ کے آگے اپنی گردنیں خم کر دیتے ہیں وہ روشن دل ہیں اور وہ فطرت سلیم کے مالک ہیں۔

دل خزانہ وار علم و حکمت ہے تصدیق ربوبیت اسکی فطرت ہے اور اس کی روشنی خدا کی محبت و معرفت ہے جو لوگ تعلیم حقہ کے آگے گردنیں خم نہیں کرتے جن کی قوتوں پر غفلت و تساہل کا زبردست قبضہ ہے۔ اور جو تعلیمات ربانی سے اثر پذیر نہیں ہوتے انہوں نے اپنی فطرت صالحہ کو مسخ کر لیا ہے اور ان کی دل کی روشنی چھ جلی ہے اس نظامت و تاریکی چھا گئی ہے یہی دل کی کوری ہے کہ انسان و غلط و تذکرے سے اثر پذیر ہو کر تعلیم حقہ کے سامنے اپنی گردن خم نہ کرے یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ اگر قرآن کی آیات بنیات قلوب و اذان پر کوئی اثر نہ دالیں اور دل حق بات قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو یہ دل اس کی کوری ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس اندھے میں سے محفوظ رکھے دل کے اندھوں پر اللہ کی لعنت نازل ہوتی ہے۔

انسوس صد ہزار انسوس کہ وہ مسلمان جنوں نے

ہے ان کا ادراک نفس انسانی کے لئے لذت و خوشی کا باعث ہے جو کہ نفس ایک بات پر بندہ والی چیز ہے اسلئے ان علوم کا حاصل کرنا بھی ایک بات پر بندہ والی لذت و خوشی ہے مگر جلدات جسمانی چند روزہ، فانی اور منقطع ہوتی ہیں ان کے حصول سے بھی نفس کو لذت و خوشی ہوگی۔ مگر ان کی حد سے زیادہ الفت و محبت کے باعث ان کے جانتے رہنے کے بعد سخت رنج و الم کا سامنا ہوتا ہے پس اس تفصیل سے بیانات ثابت ہوئی کہ علموں میں عمل وہی اچھا ہے جو غیر فانی اور غیر منقطع ہو اور وہ کون سا عمل ہے؟ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے احکام کی سر ایا اطاعت جو ایک عمل محض خدا تعالیٰ کی رضا مندی و خوشنودی کے لئے کیا جائے، وہی دین و دنیا میں نفع دینے والا ہے۔ اور جس فعل و عمل سے مقصود خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت و خوشنودی نہ ہو وہ لے کا رنخوا اور ضرر رساں ہے۔

(۱۳) وَ خَيْرُ الْهُدَى مَا اتَّبَعَ (حدیث)

(بہترین روش وہ ہے جس پر لوگ چل سکیں)

قرآن مجید اس صل کو یوں پیش کرتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی اسے لوگوں کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کامل نمونہ موجود ہے نبی نوع انسان کے لئے حضور کی سیرت اپنے اندر عملی نمونہ رکھتی ہے اور انسانی فلاح و نجات کا وہ ذریعہ ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش اور سیرت دنیا والوں کیلئے داعی نمونہ ہے کیونکہ دنیا کے تمام بانیان مذاہب میں قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں ہی تاریخیت، جاہلیت، کالمیت اور عملیت پائی جاتی ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روش وہ بہترین روش ہے جس پر چلے انسان دین و دنیا میں کامیاب و ہمارا ہو سکتے ہیں۔

قلب انسانی کو معرفت الہی کی روشنی بخشی اور جنہوں نے اپنے علم و عمل سے دنیا کو بقعہ نورانیہ بنا دیا، وہ آج کی کوری میں مبتلا ہیں وہ کو رائے تقلید کا سنگار نہیں اور تحقیق و اجتہاد کا دروازہ بند نہیں بسم اللہ کے گنگند میں بیٹھے سوئے ہیں کاش اس ارشاد رسولؐ سے ان کی آنکھیں کھلیں۔

(وَالْيَا لَعَلَّآ خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ الشَّقَلَىٰ)

بلند ہاتھ بہت ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے

یعنی وہ ہاتھ جو اتفاق فی سبیل اللہ میں اٹھے وہ اس ہاتھ سے بہتر ہے جو جھل و گنجوسی سے شل ہو۔ دوسرے سمجھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہاتھ سائل کے دست سوال سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکی کاری یہ ہے کہ اپنے محبوب مال کو رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں، اور غلاموں کے چھڑانے میں صرف کیا جائے اپنے مال سے غریب و قوم کی پرورش اور محتاجوں کی کاربراری بہت بڑی نیکی ہے مالی قربانی متقین کی خصوصیت ہے اور غل و امساک خود غرضی، جب دنیا اور بے رحمی و غیرہ بدترین اخلاق ردیہ ہیں پس مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حصول دولت میں سرگرم رہے، اور پھر خود دولت اپنی ذاتی ضرورتوں سے بچے وہ قوم کی فلاح و بہبود میں صرف کرے۔

جو لوگ کوئی ذریعہ محاش نہیں رکھتے۔ اور مانگ کر گزارہ...

کرنے کے عادی ہیں ان میں سے صفت تقویٰ عفت و شجاعت اور دیگر اخلاق غافلہ اور خصال مجموعہ ضائع ہو جاتے ہیں ان کی ہمتیں سست ہو جاتی ہیں بسا اوقات عیاشی ان کا پیشہ ہو جاتا ہے، عیش و آسائش اور آرام طلبی ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتی ہیں امور کو نظر رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو گنداری سے منع فرمایا کہ مبادا وہ خیرات و صدقات پر بھروسہ کر کے تحصیل کمالات اور کسب

محاش میں سست نہ ہو جائیں، امور دینیہ کے عادی ہونے سے سخت دل نہ بنیں اور رزق نذرت کے طالب نہ بنیں جو خوار نہ ہو جائیں اسی غٹے حضور نے فرمایا دینے والا ہاتھ لینے والے سے اچھا ہے اگر اس پر از حکمت فرمان پڑنے والے اور لینے والے دونوں غور کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں تو چند ذلوں میں رسم

سوال و گدگاری جہاں سے اٹھ جائے۔ (۱۶) وَمَا قَلَّ وَكَفَىٰ خَيْرٌ مِّمَّا لَثَرُوا وَالْحَقُّ شَا

تھو اور کافی مال اس بنات ہوا چھاس جو غفلت میں ڈال دے یعنی وہ مال کی تنبات جو انسان کو خدا اور خدا کے رسولؐ سے غافل کر دے بجائے خدا کی فرمانبرداری و خوشنودی حاصل کرنے کے نفسِ شیطان کی تاجداری سکھائے اور عیش و آرام کا مزہ بنا اس سے ایسا تھوڑا سا مال کافی ہے جو اس کی ضروریات زندگی کو نکھڑا کر اسے حضور کا ایک ارشاد ہے کہ مال داری مالی کی کثرت سے نہیں بلکہ دل کی تسودگی سے مناسبت یہ ہے کہ مسلمان اپنی اور متعلقین کی ضروریات اور دینی مصالح کے لحاظ سے

جس قدر مال کی حاجت ہو اتنا لے لے اور باقی سبیل اللہ کی خدمت میں صرف کرے۔

بقیہ ص ۱۱

یعنی رب کعبہ کی قسم اب میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا وہ اسلام کے چلے ہنس ہنس کر اپنی جا میں فدا کرتے تھے اور کہتے تھے جان دی، اسی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بَابُ الِاسْتِفْسَالَاتِ

سُنَّتیِ نَذیب کی علمی تحقیق

از حضرت مولانا عبد الشکور صاحب مظلہ، لکھنؤ۔

حضرت مولانا عبد الشکور صاحب کے پاس ایک شیخ نے چند استفسالات کئے تو آپ نے ان استفسالات کی اہمیت کے پیش نظر ان جوابات کو انجم لکھنؤ میں شائع کر دیا تاکہ عوام ملنا سہیں اس سے مستفید ہو سکیں۔ ان کی افہوت اور نفع عام کیلئے دوبارہ قلمس الاسلا میں شائع کر رہے ہیں تاکہ اہلسنت والجماعت ہر اعتراض کرنے والے اس کو پڑھ کر اپنے نظریہ پر نظر ثانی کریں۔ اور اہلسنت والجماعت قرآن وحدیث شریف و کتب شیعوہ سے اپنے مذہب کی حقانیت کو سمجھ سکے۔

ایڈیٹر

اسی لقب میں دو جزیں ایک سنت دوسری جماعت۔

سنت کا مطلب یہ ہے کہ سنت رسول علیہ السلام کا پیروی یعنی جو طریقہ آپ کا تھا۔ جس پر آپ نے اپنے اصحاب کو چڑھایا تھا۔ اس طریقہ پر چلنے والا اور جماعت کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے گویا ان اسلام جو لوگ جماعت اور سواد اعظم کے مصداق ہیں۔ ان میں شامل ہونے والا۔ بڑی جماعت بڑے گروہ کی تحقیقات میں جو تعلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوئی ہے۔ اس تحقیقات پر عمل کرنے والا۔ نزدیک جماعت کے بنائے ہوئے مذہب کو ماننے والا۔ مذہب و ملت کے بنائے گئے کسی شخص کو اختیار ہے، نہ کسی جماعت کو دین خدا کا ہے۔ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے سنت یعنی اسی طریقہ کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کھسکا ہوا کام بنیاد ترک کر دیا۔ سنت کی نفی ہے کہ ان سے متنازع کر دیا۔ بعض فرقے ایسے ہوئے جنہوں نے جماعت کو چھوڑ دیا۔ تنہا ہو گئے یعنی اپنے دیم و خیال میں اپنی مقرر رائے سے جس چیز کو انہوں نے دین سمجھا اس کو اپنا مسلک بنایا۔ یا بڑی جماعت کی کسی سعادت کو لے کر کہ چھوڑ دیا۔ یا بڑی جماعت کی کسی سعادت کو لے کر کہ چھوڑ دیا۔ یا بڑی جماعت کی کسی سعادت کو لے کر کہ چھوڑ دیا۔

بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے سنت یعنی اسی طریقہ کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کھسکا ہوا کام بنیاد ترک کر دیا۔ سنت کی نفی ہے کہ ان سے متنازع کر دیا۔ بعض فرقے ایسے ہوئے جنہوں نے جماعت کو چھوڑ دیا۔ تنہا ہو گئے یعنی اپنے دیم و خیال میں اپنی مقرر رائے سے جس چیز کو انہوں نے دین سمجھا اس کو اپنا مسلک بنایا۔ یا بڑی جماعت کی کسی سعادت کو لے کر کہ چھوڑ دیا۔ یا بڑی جماعت کی کسی سعادت کو لے کر کہ چھوڑ دیا۔ یا بڑی جماعت کی کسی سعادت کو لے کر کہ چھوڑ دیا۔

۱۔ مذہب اہل سنت والجماعت کی تشریح کریں کہ اس کا نام یہ کیوں رکھا گیا۔ اس کا نام سنت پیغمبر یا سنت خلیفہ یا سنت حنیفہ کیوں نہ رکھا گیا۔ کیا وہ بھی کوئی مذہب ہے۔ جس کو ایک جماعت اتفاق کر کے قائم کرے۔

الجواب

ہمارا اصلی دینی نام مسلم ہے۔ اور یہ نام حضرت ابراہیم علیہ السلام علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا رکھا ہوا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِبْرٰهٖمَۙ وَنُوْحًاۙ وَهٰٓؤُلَآءِکَ اَوَّلُ الْمُرْسَلِیْنَ۔ مگر جب کہ کھڑے گویا ان اسلام میں مخالف و متضاد فرقے پیدا ہونا شروع ہو گئے تو ان سے امتیاز کیلئے ہمارے مذہب ہی لقب اہل سنت والجماعت مشہور ہوا۔ یہ خصوصاً ہی لقب ہم پر ایسا منطبق ہوا اور اس کا انطباق اس وجہ سے ناقابل انکار ہو گیا کہ مخالف بھی ہم کو اسی نام سے یاد کرتے ہیں جو ہم کو کہتے۔ کوئی فرقہ متضاد مشہور نہ ہو کہ کوئی قدری یا کفری سبھی کو کوئی نامی نہ ہو کہ کوئی رافضی اور اسلام کے حقیقی وارث اہل سنت و جماعت کے لقب سے مشہور ہوئے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ الْکَثِیْرَ

۱۔ سنت و جماعت کا لقب ہمارا الیہ کیا ہوا ہے؟ بلکہ وہ کونسا لقب ہے؟ یہی طریقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتب فریقین میں پھرتا ہوا ہے۔

کَلَامُ اللَّهِ يَأْتِي بِمَنْ يَشَاءُ اللَّهُ - قَالَ مَا أَنَا بِمَكْنُونٍ وَلَا مَخْفِيٍّ
وَمَا أَنَا بِمَكْنُونٍ وَلَا مَخْفِيٍّ وَمَا أَنَا بِمَكْنُونٍ وَلَا مَخْفِيٍّ
مَعَاذِ اللَّهِ شَيْئًا سِوَى اللَّهِ وَتَارَةً يَكُونُ الْخَلْقُ
وَحَيَا الْجَمَاعَتِ -

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ تحقیق میری امت
میں بہتر فریقہ ہو گئے تھے میری امت میں جو فرقہ ہو جائے
وہ سب کے سب دوزخ میں جاویں گے۔ سوائے ایک کے۔
صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون گروہ
ہے آپ نے فرمایا کہ وہ گروہ جو اس طریق پر ہو جس پر میں اور
میرے صحابہ ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور
مسند احمد اور ابوداؤد میں حضرت سعادیہ سے یہ الفاظ منقول ہیں
کہ بہتر فرقہ دوزخ میں جائیں گے ایک جنت میں جائیگا۔ اور اس
کا نام جماعت ہوگا۔

ف : اس حدیث سے سنت و جماعت دونوں کا ثبوت ہوتا ہے
جماعت کی تو صاف لفظ موجود ہے اور سنت کے لئے مَا أَنَا
عَلَيْهِ وَلَا أَتَمَّ جُزْءٍ سے بہتر کون لفظ ہو سکتی ہے بلکہ اس لفظ
سے جماعت کا ثبوت بھی ہو سکتا ہے۔

(۱۶) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْتُمْ أَكْبَرُ
يَجْتَمِعُونَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَكُونُ اللَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ وَكَفَرُوا
كُنْتُمْ فِي النَّارِ وَرَدَّاهُ الشَّيْطَانُ -

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم تحقیق میری امت
کو گمراہی پر جمع کر لیگا اور اللہ کا تم جماعت پر ہے جو تحقیق جنت
سے ملکہ ہو اور وہ دوزخ میں جائیگا اس حدیث کو ترمذی نے
روایت کیا ہے۔

(۱۷) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْتُمْ أَكْبَرُ
يَجْتَمِعُونَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَكُونُ اللَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ وَكَفَرُوا
كُنْتُمْ فِي النَّارِ وَرَدَّاهُ الشَّيْطَانُ -

جماعت کی لفظ مستزاد کے متبادر میں زیادہ مستعمل ہوئی۔
جبکہ امام ابو الحسن اشعری نے ابو علی جہانی کو کہہ دیا کہ
یعنی یہ شخص ہماری جماعت سے ملکہ ہو گیا۔ اس جملہ کے
سبب سے ابو علی اور اس کے ہم خیال مستزاد کہہ گئے اور ہمارا
لقب جماعت مشہور ہوا۔ اب اس لقب کا ثبوت کتب فریقین
سے ملکہ ہمارا اس سے بھی پہلے قرآن شریف میں دیکھنا چاہئے
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّا بَعْدَ مَا
مَبُتَّيْنِ لِمَا بَعْدَ ذَلِكَ يَنْتَهِبِ عَلَى الْإِيمَانِ وَكَفَرُوا
مَا تَوَلَّى وَتُصْلِحَ لَكُمْ فَاصْبِرْ -
توضیح : جو شخص مخالفت کر لیا رسول کی بعد اس کے کہ اس کو
ہدایت ظاہر ہو چکی اور ایمان والوں کی راہ کے خلاف چلا تو ہم اس کو
پھیر دیں گے جو صرہ و پھرا اور ڈرائیں گے اس کو جہنم میں اور وہ
بہت بڑی جائے بازگشت ہے۔

ف : اس آیت میں دو چیزوں کی مخالفت کی ہے۔ رسول کی
مخالفت اور ایمان والوں کی راہ کے خلاف چلنے کی پس صاف
تجربہ نکلا کہ رسول کی سنت پر عمل ہونا چاہئے اور جماعت اہل
ایمان کی راہ پر چلنا چاہئے سنت و جماعت دونوں کا ثبوت اس
سے زیادہ واضح اور کیا ہو سکتا ہے۔ دیکھو تو اس میں سنت
و جماعت سے ملکہ ہو جانے والے پر کس قدر قہر و غضب کا اظہار
فرمایا ہے کہ اس کو ہم اسی طرف پھیریں گے جو صرہ و پھرا ہے۔
یعنی جس طرح وہ دنیا میں ایمان والوں کی راہ سے ملکہ ہو گیا
آخرت میں بھی اس کو ہم ایمان والوں کی راہ سے ملکہ رکھیں گے
ایمان والے جنت کی راہ چلیں گے۔ اس کو ہم دوزخ میں ڈالیں گے
اب روایات فریقین دیکھو۔

(۱۸) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْتُمْ أَكْبَرُ
يَجْتَمِعُونَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَكُونُ اللَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ وَكَفَرُوا
كُنْتُمْ فِي النَّارِ وَرَدَّاهُ الشَّيْطَانُ -

عَمَامَتِي هَذِهِ جَمَاعَتِي سَوِّعُهُ جَانَهُ وَالْإِشْطَانُ كَانَا
ہے جس طرح وہ بکری جو گیسو علیہ ہو جائے
بھڑکے کا شکار بنی ہو آگاہ ہو جاؤ جو شخص
تم کو جماعت سَوِّعُہ کوئی ترغیب دے اس کو
قتل کر دو اگرچہ وہ میرا اس علم کا بچہ ہو
(نہج البلاغہ) اگرچہ وہ میں ہی کیوں ہوں۔

ہفت اس روایت میں سوا اور عظیم اور جماعت کی پیروی کی کس
قدر تاکید ہے جماعت کی یہ فضیلت ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو
جانے کی جو شخص ترغیب دے چاہے وہ کیسا ہی مفید کسی ہستی کہ
میں ہی کیوں نہ ہوں فوراً اس کو قتل کر دو اگرچہ حضرت علی رضی
ہوئے اور دیکھتے کہ کچھ لوگ ان کے نام لیواں کران کی پیروی کے
مدعی ہو کر اہل سنت و جماعت کی راہ سے الگ ہیں تو یقیناً
ان کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو ہر زمانہ میں فوارج کے ساتھ ہوں
نے کیا اور جس کی تعلیم وہ اس روایت میں دے رہے ہیں باقی رہی
بات کہ حضرت علی رضی کے زمانہ میں سوا اور عظیم اور جماعت کا
مصدق کون تھا اہل سنت یا خارجی یا مدافعی تو یہ حقیقت
ہے کہ مدافعی کا اس وقت وجود بھی نہ تھا نہ اس مذہب کے
عقائد مرتب ہوئے تھے نہ اصول و فروع کی تفسیف ہوئی
تھی ہاں بنیاء و لغت پر چلی تھی۔ رہے خوارج وہ اگرچہ تھے مگر
نہایت قلیل و ذلیل تھے اور مدافعی نہ تھے نہ ان کی پیروی نہ
ہو چکی تھی اور اسی قدر خود شیعوں کو بھی اقرار ہے کہ قرون اول
میں وہ سب شیعہ کے مختلفات کے ان کے واسطے گنتی کے
چلے چکے تھے چنانچہ کتاب و کتاب مطبوعہ ایران کے مشائخ
میں ہے کہ ما بین الاممۃ اھلک باللعن مکتوفاً عابراً
علی صراط الھدایۃ یعنی تمام امت میں کوئی نہ تھا جس نے
حضرت ابوبکر کے ماتھے بغیر دلی رغبت بیعت کی ہو ورنہ سب نے
دلی رغبت سے بیعت کی تھی (سوا علی اور عمار سے چار اشخاص

کہ پیروی کر دے بڑی جماعت کی جو شخص بڑی جماعت سے نکل گیا
وہ دوزخ میں جائے گا اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے
فت ان دونوں حدیثوں سے جماعت کی وجہ تسمیہ ظاہر ہو
رہی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَكَّلْ
فِيكُمْ أَمْرَيْنِ تَصِلُوا مَا تَمْسِكُكُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ
وَسُنَّتُهُ سَوِّلِيهِ سَوِّلِيهِ الْمَوَاطِرُ رَجَعُهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فِي هَذِهِ
حَبِيبُكَ أَنْ دَوَّلِي سَعَى تَمْسِكُكَ كَرْدُكَ سَرُكَ نَكْرَاهُ نَكْرَاهُ
كِتَابُ اللَّهِ أَوَّلُ اللَّهِ كَرْدُكَ سُنَّتِي هَذِهِ هَذِهِ
فَ اس حدیث سے سنت کی وجہ تسمیہ کا ثبوت ہوتا ہے
یہ چاروں حدیثیں اہل سنت کی ہیں مشکوٰۃ باب الاعتصام
بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ سے نقل کی گئی ہیں۔

۵۔ نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم اول ص ۲۴ میں ہے کہ حضرت
علی رضی نے فرمایا

وَسَيَكُونُ لَكَ فِي صِنْفَانِ أَوْ قَرِيبَ مِائَةٍ مِائَةٍ
حَبِيبُكَ مِائَةٍ مِائَةٍ مِائَةٍ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ
الْحَبِيبُ الْحَبِيبُ الْحَبِيبُ الْحَبِيبُ الْحَبِيبُ الْحَبِيبُ
حَالًا لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ
وَالزُّمُورُ السُّودُ الْأَعْظَمُ فَلَنْ
يَبْدُ اللَّهُ عَلَى السَّاعَةِ وَأَمَّا كَرْدُكَ سَرُكَ نَكْرَاهُ
حَالًا لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ
لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ
لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ لَكَ
هَذِهِ الشَّعْرُ أَوَّلُ اللَّهِ كَرْدُكَ سُنَّتِي هَذِهِ
فَأَمْسِكُوا وَكُلُوا
كَانَ تَحْتَ

ف اس حدیث سے سنت و جماعت دونوں کا ثبوت ہوتا ہے اور جماعت کی اس قدر تاکید ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو کر توحید بھی وسیلہ نجات نہیں بن سکتی۔ اللہ اکبر

۸ مجالس المؤمنین مطبوعہ ایران ص ۱۸ میں ہے کہ حضرت علیؑ ان کے عہد خلافت میں قاضیوں نے پوچھا کہ اب ہم احکام قضا کس طرح جاری کریں تو انہوں نے فرمایا

اقضوا کما لکنتم تقضون تم ویسے ہی فیصلے کرو جیسے کرتے تھے میان ملک کہ سب لوگ جماعت ہو جائیں یا میں بھی مر جاؤں

ف حضرت علیؑ کے زمانہ میں خوارزم پیدا ہو چکے تھے۔ فرقہ بندی ہو چکی تھی اس لئے وہ پھر اس اتحاد و یک جہتی کے دیکھنے کے آرزو مند تھے جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ کے عہد میں دیکھا تھا۔ جماعت کا ثبوت اس روایت سے نہایت واضح ہے

۹ علامہ طبرسی کتاب احتجاج مطبوعہ ایران ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں :-

وَمِنْ رُوي عَنْهُ صَلَواتُ اللہ علیہ رَاتِ صَلَواتِ اللہ علیہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حکم اللہ عزوجل کی کتاب میں نہ ملے اس پر تم کو عمل کرنا چاہیہ اس کے ترک کرنے میں تم معذور سمجھے جاؤ گے اور جو حکم اللہ عزوجل کی کتاب میں نہ ملے اور میری کوئی سنت اس کے متعلق تو میری سنت کے ترک کرنے میں بھی تم معذور سمجھے جاؤ گے اور جس چیز کے متعلق میری

کانت فیہ سنتی مئی خلا عنہ لکم فی ترک سنتی وعالم لیکن فیہ سنتی مئی فلا عنہ لکم فی ترک سنتی وما لکم لیکن فیہ سنتی مئی فما قال اصحابی فقولوا انما مثل اصحابی فیکم کمثل النجوم ما یقیھا اخلافتی وبائی اقادیل اصحابی احدہم اھتدیتم واخلافت اصحابی لکم رحمت

۱۰ یہ حدیث حدیث مجرم کے نام سے مشہور ہے اہل سنت کی کتابوں میں بھی ہے اس حدیث سے صحابہ کرام کی تفصیلات ثابت ہوتی ہے اور یہ بنیاد دین تین چیزوں پر ہے قرآن، سنت، آثار صحابہ شیعہ راویوں نے اس حضرت کو محسوس کر کے ایک ضمیمہ اس روایت کے ساتھ تصنیف کیا کہ جو طواف نظر آثار شال میں ملی کا پیوند کیسے کھپ سکتا ہے وہ ضمیمہ جو احتجاج کے ہی صفحہ میں ہماری منقولہ عبارت کے بعد علی الاتصال مذکور ہے یہ ہے قیل یا رسول اللہ من اصحابک قال اھل بیتی قال محمد بن الحسن بن باکونیر القمی ورضی اللہ عنہ ان اھل الدیث لا یختلفون ولکن یقیون الشیعۃ لم یأخذوا بالحق وریبنا یختلف من قولہم فھو للتقیین والتقیین سرحۃ للشیعۃ ترجمہ

ف۔ اس روایت سے سنت کا ثبوت تو ظاہر ہے اور غور کرنے سے جماعت کا ثبوت بھی واضح ہوتا ہے کیونکہ صحابہ کرام کی پیروی سنت بھی ہے اور جماعت بھی ہے۔ یہ کتاب احتجاج اس پایہ کی ہے جس کے مصنف نے دیباچہ میں تصریح کر دی ہے کہ سو امام حسن عسکری کے جن ائمہ کی روایت میں کتاب میں ہے وہ صحت کے اعتبار سے پورے صحیح ہوئی ہے۔

(۱۰) علامہ ابن ابویہ تہمی اپنی کتاب خصال مطبوعہ ایران جلد دوم ط ۱ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اُمَّتِي سَتَقَرُّوْا عَلٰی بَحْتِیْنِ مِیْرٰی اَمْتٍ مِّنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِکُمْ اَتَمِّیْنِ وَصَلٰہِیْنِ فَرَقَتْ مَوَاجِیْشُ کَے اہل توحید و تعالیٰ

بقیہ نرم انصار، جلم وغیرہ کے حضرات شامل اجلات رہے۔

معاونین، معاونین وہی خواہان خرب الانصار دور و دراز سے تشریف فرما ہوئے کہ ان خرب الانصار ان کے لئے شکر گزار ہیں مگر وہ طاعت عاشق رسول الحارح مسیحا غلام اللہ ہیں جن کا لنگوی کے خاص طور پر بخیر ہیں کہ انتہائی تقاضا اور بیماری کے باوجود تشریف لائے اللہ کریم انکو صحت کاملہ عاجلہ مرحمت فرمائے۔

بقیہ عاشق، پچھا گیا یا رسول اللہ آپ کے اصحاب کون ہیں آپ نے فرمایا میرے اہل بیت۔ ابن ابویہ قی فرماتے ہیں کہ اہل بیت میں باہم اختلاف نہیں ہوتا وہ شیعوں کو خالص سچے فتوے جلاتے ہیں۔ ان کو کبھی بھی ازراہ فقہ شیعوں کو فتویٰ دے دیتے ہیں جو اختلاف ائمہ کے اقوال میں ہے وہ فقہ کے سبب سے ہے اور فقہ شیعوں کے لئے حجت ہے اس ضمیمہ کے جعلی ہونے کا اول ثبوت یہ ہے کہ صاحب کا لفظ کوئی حبیستان نہ تھی جس کے معنی پوچھنے کی ضرورت پیش آئی۔ دوم اہل بیت میں جن لوگوں نے صحبت رسول نہیں پائی ان پر لفظ اصحاب ازروئے لغت ہرگز صادق نہیں ہو سکتی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خلاف لغت کسی لفظ کا استعمال کریں ناممکن ہے سو ائمہ میں اختلاف کا نہ ہونا ابن ابویہ صاحب نے خوب کہا ائمہ کے اقوال میں جس قدر اختلاف ہے ایسا اختلاف تو دنیا میں کہیں نہیں دیکھا گیا اور یہ اختلاف محض فقہ کے سبب سے نہیں ہے جیسا کہ مولوی دلدار علی مجتہد عظیم نے اساس الامول میں لکھا ہے اور خود ان کی روایات مختلفہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ہر حال اس ضمیمہ کا جعلی ہونا ظہر من الشمس ہے۔ ۱۲

یُعَلِّقُ اَحَدُہَا وَ اُورِیکَ فَرَقَتْ بَحْتِ اَمِیْکَا لَوْنِ سَلْمُوْنَ وَ یُعَلِّقُ فَرَقَتْ کَہَا یَرْسُوْلُ اللّٰہِ وَ اَمِیکَ فَرَقَتْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُنْ کُوْنْ ہُوْکَا۔ آپ ص نے تِلْکَ الْفَرَقَہُ خَالَ فَسَدَ یَا، جماعت جماعت الْحِجَاۃُ الْحَاقَّةُ الْحَاقَّةُ جماعت۔

المختص بہما لقب اہل سنت و جماعت وہ پسندیدہ لقب ہے جس کا ثبوت قرآن شریف سے ہے۔ احادیث سے ہے حتیٰ کہ نسری مخالف کی کتب سے بھی۔ دوسرے فرقوں کی طرح نہ ہمارا دین خانہ ساز ہے نہ نام و لقب۔ باقی اسدہ

دارالعلوم غرزیہ میں س شعبان المنظم سو تعطیلات کر دی گئیں انشاء اللہ العزیز کا زندہ سال کا داخلہ ۲۵ شوال تک کھلا رہے گا تمام طالبان علوم دینیہ کو ان تواریخ پر پہنچ جانا چاہیے یا اپنی آمد کی ذمہ داری بنام ناظم دارالعلوم غرزیہ جامع مسجد دارالعلوم میں اکثر غریب و نادار یتیم بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جنکے جملہ اخراجات قیام طعام سبق کا حسب توفیق بدر کفیل ہوگا۔

درجات، دارالعلوم غرزیہ میں درج نظامی حفظ قرآن مجید طے ہے۔

ص علامہ حالات حاضرہ کی تحقیقات کے مطابق مولوی فاضل رشتہ فاضل کے رجحان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

رمضان المبارک کے متعلق مفید مسائل

(ادارہ)

روزے میں نیت کی ضرورت کا بیان

روزہ میں نیت شرط ہے نیت کے معنی دل کے ارادے کے ہیں، اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا اور کام دن کچھ کھایا یا نہیں تو روزہ احانہ ہوگا۔ رمضان کے روزہ کی نیت دو پہر کے وقت تک کر سکتا ہے یعنی قریباً ۱۱ بجے تک۔ اس کے بعد اگر نیت کر لیا۔ تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں لیکن بہتر اور مستحب ہے کہ سحر کا کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر لی جائے اگر افطار کے وقت ہی نیت کرے تب بھی جائز ہے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے کھانا پینا وغیرہ بلاشبہ درست ہے نیت کی حیثیت کی ہو۔

ناواں ہے تو نہ یاد دلانا درست ہے اگر خود بخود سداک ذمہ کرنے سے خون بکھلیں لیکن حلق میں نہ جائے تو روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اگر خواب میں بلیا۔ رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا تو روزہ میں خلل نہیں آتا۔ اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو گئی تو روزہ میں ذرہ بھی نقصان نہیں آیا۔

جن باتوں سے قضا واجب ہوتی ہے

کان میں یا ناک میں دوا ڈالنا
قصداً منہ بھرتے کرنا۔
منہ بھرتے گئے تو اس کو

نگل جانا۔ کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا یہ سب چیزیں روزہ کو ٹوٹنے والی ہیں مگر صرف قضا آنی کی کفارت واجب نہیں بلکہ یا بچے تانبے وغیرہ کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا آد ہوگی۔ دن باقی تھا غلطی سے سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارت نہیں جان بوجھ کر بغیر بھولنے کے صحبت کرنا۔ کھانا، پینا روزہ کو ٹوٹا ہے۔ اور قضا بھی آتی ہے اور کفارت بھی۔ کفارہ کیا ہے؟ ایک غلام آزاد کر دینا۔ اس کی طاقت نہ ہو تو شواہر ۹۰ روزے کھانا اس کی بھی طاقت نہ ہو۔ تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا۔

مفصل حال کسی عالم سے دریافت کر لو
چونکہ یہ روزہ مکروہ تھا اور جن کو نہیں ہوتا
بلاشبہ کہ کسی نے کو بیایا یا ایک غیرہ کا ذائقہ کچھ کھو گیا یا مکروہ
قصداً منہ میں کھو گیا کھانے نگل جانا مکروہ تمام دن یا ایک نہایت
گناہ ہے اور اس سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے قصداً کرنا یا بچھ کر روزہ

ان باتوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

بے اختیار حلق میں گرد وغیرہ یا کھجور چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ آٹا پیسے والی اور تبا کو ٹوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جانا اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی چلا جائے یا خود بخود تے آجائے یا خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے یا تے آ کر خود بخود ٹوٹ جائے ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا خود بخود سو گھنٹے سے کچھ غلط نہیں آتا۔ بلغم نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر قصداً تے کی مگر قصداً ہی سی (یعنی منہ بھر سے کم) تو روزہ نہیں جاتا۔ قصداً ہی تے آئی اور قصداً ٹوٹ کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے۔ اگر کوئی بھول کر روزہ میں کچھ کھائی رہا ہے اور قویٰ تندرست ہے تو اس کو یاد دلانا جائز ہے اگر ضعیف

اثری جھگڑا روزہ کو کردہ کرتے ہیں اور ثواب بہت کم رہ جاتا ہے
مسک کرنا، سر پر یا مونچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں۔ آنکھ میں دوا
ڈالنا مکروہ نہیں۔ شہرہ لگانیسے یا شہرہ لگا کر سوجانیسے روزہ میں
کچھ خلل نہیں آتا۔ نادقت لوگ جو مکروہ سمجھتے ہیں بالکل غلط ہے
خوشبو منو گھنٹنا منع نہیں۔ اگر بی بی کو اپنے خاوند یا نوکر اپنے آقا
کے قصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چمک کر تھوک دینا مکروہ نہیں ہے
روزہ نہ رکھنے کی اجازت کا بیان
اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی
طاقت نہ ہو۔ تو رمضان میں روزہ نہ
رکھے۔ تندرستی کے وقت قضا کرے۔ اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے
مرض کے زیادہ ہو جائے کا خوف ہے۔ تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے
پھر قضا رکھے۔ معاملہ کو اگر چے یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو
تو روزہ چھوڑ دینا اور پھر قضا کر لینا جائز ہے۔ اپنے یا غیر کے پھر کو وہ
پہنچتی ہو۔ اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہو۔ تو قضا کر لینا جائز ہے
ہمارے نواح کے چھتیس کو سس یعنی انگریزی ۲۸ میل کا سفر ہو یا اس
سے زیادہ ہو۔ وہ شرمی کہلاتا ہے یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت
ہے کہ روزہ نہ رکھے۔ واپس آنے کے بعد قضا کرے۔ اگر کوئی مسافر
دوپہر سے پہلے اپنے وطن میں پہنچ گیا۔ اور اب تک کچھ کھایا یا پیا نہیں۔ تو
اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اب سفر کا عند باقی نہیں
رہا۔ اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں دو تین گھنٹہ میں ۲۸ میل پہنچ
جائیگا۔ اس کے لئے بھی سفر کی رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی
اجازت حاصل ہو جائیگی۔ بہت بڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت
خمد و تکلیف ہوتی ہے۔ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے پونے دو
سیر گندم (وزن انگریزی) سکین کو دے۔ لیکن اگر کسی طاقت والا
تو قضا کو بھی ضروری ہوگی۔ عورت کو اپنے معمولی خدر (یعنی پین) کے
ایام میں روزہ رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے دن
خون آئے۔ جب خون بند ہو جائے روزہ رکھنا چاہئے۔ جن لوگوں کو روزہ
چھوڑنے کی اجازت ہے۔ بلا تکلف ان کو سب کے سامنے کھانا پینا وغیرہ

چاہئے۔ بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازمی ہے۔
روزہ توڑنے کا بیان
اور قضا رکھنے کا ذکر
بیمار ہو گیا۔ کہ روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ غالب ہے یا بیماری بڑھ
جانے کا احتمال قوی ہے یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ موت کا اندیشہ ہے
تو روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔ اگر کسی خدر سے روزہ سے
قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے جلداداکر لینا چاہیئے۔ قضا رکھنے
میں اختیار ہے۔ کہ متواتر (یعنی برابر) لگاتار رکھے۔ یا بعد اجماع تفرق
اگر قضا رکھنے کا وقت پایا۔ لیکن غیر ادا کیے مر گیا۔ تو مناسب ہے کہ
عارث ہر روزہ کے لئے پونے دو سیر گندم صدقہ کریں۔ اور مال چھوڑ
لیا ہے اور روزہ کے صدقے کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم و
واجب ہے۔

سحری کھانے کا بیان اور فضیلت
روزے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے۔
اور باعث ثواب ہے۔ رسول تعقیلی

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں بڑی برکت ہوتی
ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ بلکہ ایک دو لقمہ یا چھوارے
کا مکڑا یا دو چار دانے چما لے گا۔ تب بھی سنت کا ثواب پائیگا افضل
و بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق ہو نیسے ذرا
پہلے کھائے۔ اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح صادق ہو گئی
تو سحر نہ کھانا چاہیئے۔ اور اگر غالب گمان رات کا ہو تو کھالے۔ پھر اگر
طرح معلوم ہو کہ فی الحقیقت صبح ہو گئی تو شام تک رکنا اور پھر قضا رکھنا لگا
اور اگر کسی مؤذن نے یا کسی پرخ نے صبح صادق سے پہلے اذان دینا
تو سحر کھانے کی عافیت نہیں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے بلا تکلف کھاؤ

روزہ افطار کرنے کا بیان
افطار خوب ہو جانے کے بعد افطار میں
دیر نہیں کرنی چاہئے۔ البتہ جس روزہ پر
ہو۔ احتیاط کے لیے ذرا دیر کرنا جائز ہے مگر وہ افطار کے بعد مسنون ہے
باعث ثواب ہے۔ اگر نہیں تو بانی بہتر ہے۔ آگ کی پکی ہوئی چیز شکار

اعٹکاف اور شب تہ

آخر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔ اگر تمام بستی میں کوئی شخص بھی نہ

کرے۔ تو سب کے ذمے ترک سنت کا وبال ہے۔ اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے حاجت ضروری اور غسل و وضو کے باہر نہ آنا۔ خاموش رہنا۔ اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں۔ البتہ نیک کام کرنا اور بدکامی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہئے۔ اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں بچکانہ نماز جماعت سے ہوتی ہو۔ اگر پورے آخر عشرہ اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ آفتاب غروب ہوئے پچھلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تو اعتکاف سے باہر ہو۔ یہ بھی جائز اور باعث ثواب ہے کہ ایک دو روزہ یا ایک آدھ گھنٹہ کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہے۔ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ کو ہونا احادیث میں وارد ہے لہذا ان مخصوص راتوں میں بہت محنت سے عبادات میں مشغول رہنا چاہئے

صدقۃ الفطر کا بیان

صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریات خانہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسی قدر وزن کے روپے ہوں یا زیور ہو یا مال و جائیداد یا تجارت کا مال ہو۔ یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو۔ یا اسی قدر وزن کی افریال یا زیور ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ اس مال پر سال بھر بھی گزرا گیا ہو۔ اگر کسی کے پاس بہت مال ہے لیکن فرض اس قدر ہے کہ اگر ادا کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسی قیمت کا اسباب باقی نہیں رہتا تو اس پر صدقۃ الفطر واجب نہیں جس شخص کے پاس مذکورہ بالا مال یا اس سے زیادہ ہو۔ وہ اپنی طرف سے ہی صدقۃ الفطر ادا کرے۔ اور اپنی چھوٹی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی۔ صدقۃ الفطر ایک آدمی کا بوزن انگریزی پونے دو پونے ہیں۔ یا ان کی قیمت۔ جو ساڑھے تین میر۔ اپنے عزیز و اقارب میں مستحق ہیں۔ ایک شخص کو کئی آدمیوں کا صدقۃ الفطر دید یا جادے تو درست ہے۔ اور اگر ایک آدمی کا صدقۃ الفطر کئی محاربوں کو دیدی تو

چاندی، غیر نئی وغیرہ سے افطار کر نیے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو۔ اور خراور کھور سب سے افضل ہے اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کر دے تو تہا را ثواب ہرگز کم نہ ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاک سے ثواب عطا فرمائے گا۔ پھر تم اس کو واپس کر کے کیوں شکرت کرنا تے ہو۔ البتہ یہ مال حرام یا مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو حدیث و فقہ سے ثابت ہے کہ اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز و جہا میں دس بارہ سنت کی تاثیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ افطار کر نیے پچھلے پندرہ عاکافی ہے۔ اللہ عزوجل صَمَّتْ وَكَلَّمَ رَزَقَتْ أَقْطَرَتْ اور افطار کرنے کے بعد یہ ذھب الظلماء ابتلت العروق وثبت الاجود ان شاء اللہ تعالیٰ

تراویح اور وتر کا بیان

عشاء کے فرض اور صحت کے بعد میں رکعت تراویح یا جماعت منوں

ہے بعض لوگ بارہ یا آٹھ بتاتے ہیں۔ غلط ہیں۔ اگر حافظ بلا مضامہ پڑھنے سے دلائل جائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہئے اس قدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو۔ اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا نہیں اگر تراویح میں دو رکعت پڑھنا معمول گیا۔ اور پوری چار پڑھ کر سلام پھیرا تو ان چاندوں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہئے۔ چار نہ سمجھے جس شخص کی دو چار رکعت تراویح نہ گئی۔ وہ امام کے ہمراہ یا جماعت و تر پڑھ لے اور پھر اپنی تراویح ادا کرے۔ تو درست ہے۔ جس شخص کو عشاء کے فرض یا جماعت نہ وہ وتر کو امام کے ساتھ یا جماعت پڑھ سکتا ہے۔ جو حافظہ پیر کی طرح میں قرآن مجید سنا ہے اس سے وہ امام بہتر ہے جو اگر کوئی کھیت سے تراویح پڑھا دے۔ اگر اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنا جائے امام کو ثواب ہوگا۔ نہ مقتدیوں کو۔ اس قدر جلد پڑھنا کہ عروق کٹ جائیں محنت گناہ ہے۔ نابالغ کو تراویح میں امام بنا کر پڑھنا نہیں۔ بچہ وغیرہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

کتاب بختین رفیق ہے

پیغام حق: حضرت مودہ تھلہ صاحب گری مرحوم کی بختی سرکشتہ آثار اقدس، ذہب شیعہ کے حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۸۰/-

تفسیر آیت مباہلہ: مصنف مولانا عبدالشکور صاحب کھنوی، قل تعالوا نذاع ابناؤنا وابناؤکمہ کی صحیح تفسیر و شیروں کے حلقہ کارانہ قیمت ۱۲/-

تفسیر آیت امامت: مصنف مولانا عبدالشکور صاحب کھنوی، قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تفسیر جن میں لفظ امام یا ہے اور ائمہ اربعہ کے تفسیر حاصل تبصرہ قیمت ۱۲/-

تفسیر آیت میراث ارض: مصنف ایضاً، آیت ولقد کتبنا فی الزبور الخ سے خلفائے راشدین کی خلافت کا ثبوت۔ قیمت ۱۲/-

تفسیر آیت اولی الامر منکم: مصنف ایضاً، آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واطیعوا اهل الامر منکم کی تفسیر وادب و شیروں کے حلقہ کارانہ جواب۔ قیمت ۱۲/-

تفسیر آیت معیت: مصنف ایضاً، آیت علی رسول اللہ و الذین معہ الخ کی تفسیر حضرت خلفائہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا خلیفہ ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲/-

تفسیر آیت تمکین: مصنف ایضاً، آیت الذین اتوا مکتنا هم فی الارض الخ کی تفسیر جس سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضور کے اصحاب مہاجرین کی بارگاہ الہی میں بڑی عزت تھی۔ ان میں سے ہر ایک امامت و خلافت کی قابلیت رکھتا تھا۔ ان کی خلافت کے

قرآن کی موجودہ خلافت ہے۔ ان کے بعد خلافت کے تمام کام خدا کے پسندیدہ و مقبول ہیں۔ قیمت ۱۲/-

تفسیر آیت رضوان: مصنف ایضاً، آیت لقد رضی اللہ عنہم الخ کی تفسیر جس سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات خلفائہ ثلاثہ اور تمام صحابہ مسندین حق ہیں۔ اور خدا نے ان سے اپنی رضا مندی کا اعلان کر دیا۔ قیمت ۱۲/-

تفسیر آیت مودۃ القربی: مصنف ایضاً، آیت قل لا املکم علیہ اجراء الخ کی صحیح تفسیر جس سے ثابت کیا گیا کہ شیعہ جو اس آیت کے حوالہ سے قیمت ۱۲/-

حبیب ابی بیت کو اجراء رسالت کہتے ہیں یہ قرآن کی منہوی تحریف اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر نہایت حق وعدہ قیمت ۱۲/-

ابوالائمہ کی تعلیم: مصنف ایضاً، جس میں شیعہ کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ کوئی شخص محبت حضرت علیؑ اور پیروکارانہ بیت کو کام نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذہب حق اہل سنت و الجماعت اختیار نہ کرے۔ قیمت ۸۰/-

کشف التلبیس حصہ دوم و سوم: جس میں فضائل صحابہ دو دیگر رسائل پر کل بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲/-

علمائے ہند کی شاندار ماضی: مکتب کیا ہے؟ گراں مایہ نوی سربراہ اور سیاسی معلومات کا بے بہا ذخیرہ ہے سرور دن رگن، جلد قیمت ۸۰/-

غلام احمد نمبر: اس کے پڑھنے سے کوئی مقبولیت پسند انسان مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ قیمت ۸۰/-

تحقیق و فکر: مصنف مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری انبیا لوی و نہایت بہترین اجود

قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۸۰/-

لے کیا

مکتبہ سید الانصاف و سید شمس الاسلام ڈاکٹر انشا شمس الاسلام بھیرہ پاکستان